عالمی دہشت گردی، صہیونیت

اور

اسلام

از: ڈاکٹر اختر مہدی

کسی بھی واقعہ کی تفتیش کا عام طریقہ یہ ہوا کرتا ہے کہ مقررہ قوانین کے مطابق حادثہ کا شکار ہونے والے فرد یا ملک سے یہ معلوم کیا جائے کہ اس کی کسی سے کوئی عداوت یا دشمنی تو نہیں تھی؟ امریکہ پر ۱۱ر ستمبر ۲۰۰۱ء کو ہونے والے حملے کے حوالے سے اس سوال کے جواب میں امریکہ کے دشمنوں کی ایک لمبی فہرست دکھائی دینے لگتی ہے۔ ویتنام، جاپان، عراق، ایران، بوسنیا، ہرزیگوینیا، لبنان، شام، لیبیا، سوڈان اور فلسطین وغیرہ وہ ممالک ہیں جن کی امریکہ سے گہری عداوت رہی ہے لیکن خود امریکہ کا یہ دعویٰ ہے کہ ان حوادث کا اصلی ذمہ دار منحرف سعودی شہری اسامہ بن لادن ہے، وہ افغانستان میں چھپا ہوا لہٰذا افغانستان پر خوفناک فوجی حملہ کر کے بن لادن کا کام تمام کر دیا جائے۔ اب تک اس سلسلے میں کسی قسم کا کوئی ٹھوس ثبوت موجود نہیں ہے اور جب تک کسی ملزم پر عائد کیے گئے الزام کی تصدیق نہ ہو جائے یعنی ملزم، مجرم نہ بن جائے دنیا کا کوئی قانون اس کو کوئی سزا نہیں دے سکتا ہے پھر دہشت گردی کے خلاف عالمی جنگ کے نام پر افغانستان پر وحشیانہ امریکی بمباری کیوں کی جا رہی ہے؟

اب دوسرا اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ بن لادن کون ہے؟ اس کو اتنی بڑی طاقت کہاں سے مل گئی کہ یہ دنیا کی سب سے بڑی طاقت سے ٹکرانے کا حوصلہ رکھتا ہے؟ ظاہر ہے کہ معمولی سوجھ بوجھ رکھنے والا انسان بھی اس سوال کے جواب میں امریکہ کا نام لے گا لیکن دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ امریکہ یہ سب کچھ کیوں کر رہا تھا؟ اس سوال کا جواب دینے کے لئے گزشتہ دو دہائیوں کے درمیان

اسلامی دنیا میں رونما ہونے والے حالات وحوادث کا اجمالی تجزیہ لازمی معلوم ہوتا ہے۔

فروری ۱۹۷۹ء میں سرزمین ایران میں امام خمینی کی قیادت میں کامیابی کی منزلیں طے کرنے رونماوالے اسلامی انقلاب میں موجود جاذبیت نے پوری دنیا کو اپنی طرف متوجہ کرلیا تھا چونکہ یہ انقلاب ایک عظیم مقصد کے لئے رونما ہوا تھا اس لئے اس کو بڑی سے بڑی قربانیاں بھی پیش کرنی پڑیں۔اس کی اکثر وبیشتر نعمتوں اور برکتوں کا تعلق تو ایران سے تھا لیکن عالمی سطح پر اس نے تین ایسے اہم کارنامے انجام دئے ہیں جو یقیناً ناقابل فراموش ہیں۔ پہلا کارنامہ عالمی سطح پر اسلام کا احیاء ہے۔ دوسرا کارنامہ ظالم صہیونی حکومت کے مقابلے میں فلسطین کی بھرپور حمایت اور تیسرا کارنامہ وحدت اسلامی پر مشتمل قرآنی اور الٰہی پیغام کو عملی جامہ پہنانا ہے اور انقلاب اسلامی ایران کے انہیں تین اہم بین الاقوامی پہلوؤں کی وجہ سے ہی امریکی صہیونی طاقت نے یہ پروپگنڈہ شروع کردیا تھا کہ ایران اپنے

> پاکستانی ایٹمی بم کو اسلامی بم کے نام سے پکارا گیا تاکہ ہندوستانی غیر مسلم عوام کو یہ باور کرا سکیں کہ ان کا دشمن پاکستان نہیں بلکہ اسلام ہے اور اس طرح صدیوں سے باہمی احترام وتعاون کے ساتھ زندگی بسر کرنے والے ہندو اور مسلمان ایک دوسرے کی جان کے پیچھے پڑ جائیں

انقلاب کو ساری دنیا میں ایکسپورٹ کرنا چاہتا ہے، دنیائے اسلام کو اس انقلاب سے دور رکھنے کے لئے یہ کہا گیا کہ یہ شیعہ انقلاب ہے تاکہ غیر شیعہ برادران اسلام جن کی اکثریت ہے، اس انقلاب سے بیزار ہو جائیں۔اس کے بعد ایران پر خوفناک وتباہ کن جنگ کا بوجھ لادیا جاتا ہے تاکہ وہ فلسطینی مظلومین کی حمایت نہ کرسکے۔ابھی زیادہ دنوں کی بات نہیں ہے کہ پاکستانی مسلمانوں نے ۱۹۸۰ کی دہائی کے دوران آیت اللہ سید علی خامنہ ای کا ایسا شاندار استقبال کیا تھا کہ ساری دنیا حیران ہوگئی تھی۔شاید یہی وجہ تھی کہ امریکی اور یہودی طاقتوں نے پاکستان کو ہی سنی شیعہ اختلاف کا ایسا مرکز بنادیا کہ رمضان المبارک کے

مہینے میں ایک جماعت کے اسلحہ بردار اور نام نہاد مجاہدوں نے مسجد میں دوسری جماعت کے روزہ دار مسلمانوں کو نماز کی حالت میں گولیوں سے بھون ڈالا اور اپنی خام خیالی میں خود ساختہ جنت کے حقدار بن گئے۔ اس کے ساتھ ہی پاکستانی ایٹمی بم کو اسلامی بم کے نام سے پکارا گیا تاکہ ہندوستانی غیر مسلم عوام کو یہ باور کرا سکیں کہ ان کا دشمن پاکستان نہیں بلکہ اسلام ہے اور اس طرح صدیوں سے باہمی احترام وتعاون کے ساتھ زندگی بسر کرنے والے ہندو اور مسلمان ایک دوسرے کی جان کے پیچھے پڑ جائیں اور صرف حکومت ہند ہی نہیں بلکہ غیر مسلم ہندوستانی عوام ہر مسلمان میں طالبان اور بن لادن کی جھلک محسوس کرنے لگیں۔ حکومت طالبان کے ذریعہ افغانستان میں محفوظ گوتم بدھ کے ہزاروں سال پرانے مجسموں کو چکنا چور کروانے کا بنیادی مقصد یہی تھا کہ دنیا کے مختلف ملکوں اور علاقوں میں پھیلے ہوئے بودھ مذہب کی پیروی کرنے والے لوگ اسلام سے نفرت کرنے لگیں اور برصغیر ہند میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان کشیدگی پیدا ہو جائے۔

تاریخ شاہد ہے کہ اسلام کی عداوت میں امریکہ اور یہودیت کے درمیان ہمیشہ سے غیر معمولی اتحاد رہا ہے اور اسی مقصد کے پیش نظر مسلمانوں کے قلب یعنی فلسطین میں اسرائیل کی تشکیل کا منصوبہ بنایا گیا تھا ورنہ امریکہ، سابقہ سوویت یونین اور جرمنی ولندن میں یہودیوں کی بہت بڑی تعداد آباد تھی اور ان ملکوں میں سے کسی ایک علاقہ میں ملک اسرائیل کی تشکیل کی جا سکتی تھی لیکن یہودیت اور عیسائیت کی ملی بھگت کے نتیجے میں فلسطین میں اسرائیل نامی ملک کی تشکیل کا کام انجام دیا گیا جس کا بنیادی مقصد اسلام اور مسلمانوں کی نابودی تھا اور اسرائیل کے حکمراں بار بار اس مقصد کی وضاحت کرتے رہے ہیں۔ کبھی دریائے نیل اور دریائے فرات کے درمیان واقع اسلامی علاقوں کو اسرائیلی سرزمین بتا کر کبھی تشدد اور دہشت گردی کو اسلام اور مسلمانوں سے جوڑ کر اس مقصد میں کامیابی حاصل کرنے کی کوشش کی گئی۔

جی ہاں! ۱۱ر ستمبر کو امریکہ میں رونما ہونے والے انسانیت سوز حوادث سے اسلام اور مسلمانون کو وابستہ کرنے کا بنیادی مقصد اسلام اور مسلمانوں کی ذلت ورسوائی اور نابودی ہے اور اس سازش میں امریکہ اور صہیونیت دونوں ملوث ہیں۔ دونوں کی باہمی سرمایہ کاری سے اسلام محمدیؐ کے

مقابلے میں امریکی اسلام کی ایجاد عمل میں آئی۔ جس سرزمین میں حقیقی اسلام کا ظہور ہوا تھا وہاں سے بن لادن کو منتخب کیا گیا اس کے علاوہ مسلمان نوجوانوں کی مختلف جماعتوں کو اسلام دشمن خفیہ تنظیم نے مختلف کیمپوں میں فوجی تربیت دی تاکہ انقلاب اسلامی ایران کے سایہ میں عالمی سطح پر جو اسلامی بیداری پیدا ہو گئی ہے اور دنیا کی دیگر اقوام کے درمیان اسلام کو جو مقبولیت حاصل ہو گئی ہے وہ پوری طرح نابود ہو جائے۔ اب یہ اور بات ہے کہ جس بوتل میں امریکی اور صہیونی ماہرین بن لادن اور جماعت طالبان کی پرورش کر رہے تھے وہ ٹوٹ گئی اور امریکی آغوش کے پروردہ ان مسلمانوں کو اسلام سے حقیقی محبت پیدا ہو گئی اسی وجہ سے امریکہ اور صہیونیت دونوں نے بن لادن اور طالبان دونوں کو دہشت گرد قرار دیتے ہوئے بظاہر ان کے خلاف لیکن در حقیقت اسلام اور مسلمانوں کے خلاف عالمی جنگ چھیڑ دی۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ واشنگٹن اور نیویارک میں رونما ہونے والے ان واقعات میں گزشتہ دو دہائی کے دوران جنگ و نبرد آزمائی اور قتل و غارتگری کے خوفناک شعلوں میں جھلسے ہوئے ان افغانی مسلمانوں کا کیا قصور ہے جن پر آج بھی امریکہ بمباری کر رہا ہے؟ اور اس خوفناک منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے افغانستان کا انتخاب کیوں کیا گیا ہے؟ شاید اس کی بنیادی وجہ یہ ہو کہ ایران کے پڑوسی ملک کی حیثیت سے افغانستان اسلامی انقلاب سے غیر معمولی طور پر متاثر رہا ہے اسی وجہ سے پاکستان اور ہندوستان کے مسلمانوں کو بھی اس سازش میں لپیٹا جا رہا ہے اور حکومت ہند کو یہ باور کرایا جا رہا ہے کہ خدانخواستہ اسلام دہشت گردی کا مذہب ہے اور سارے ہندوستانی مسلمان دہشت گرد ہیں!! جبکہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ صہیونی پروپگنڈہ کے بموجب آج جن اسلامی مدارس کو دہشت گردی کا اڈہ کہا جا رہا ہے اسی درسگاہ کے پروردہ مسلمان آزادی ہند تحریک کے دوران جام شہادت نوش کر کے اپنی وطن دوستی کا ثبوت پہلے ہی فراہم کر چکے ہیں۔

ان اسلام دشمن طاقتوں اور جماعتوں کو اس حقیقت کا اندازہ نہیں ہے کہ اسلام ایک انسانیت دوست الٰہی آفاقی پیغام کا نام ہے جس کو ملکوں اور جغرافیائی سرحدوں کے دائرہ میں ہرگز محدود نہیں کیا جا سکتا ہے۔ آخر وہ اسلام دہشت گردی کی حمایت و سرپرستی کیسے کر سکتا ہے جس کی مقدس کتاب ایک

بے گناہ شخص کے قتل کو پوری انسانیت کے قتل سے تعبیر کرتی ہے اور جس کا خدا فقط مسلمانوں کا رب نہیں بلکہ رب العلمین ہے۔

جی ہاں! دہشت گردی کے ان واقعات کا مشاہدہ کرنے کے بعد یہ قطعی مناسب بات نہیں ہے کہ امریکہ مثالی عالمی دہشت گردی کا سرغنہ بن جائے اور بے سہارا افغانی مسلمانوں پر وحشیانہ بمباری کرنے لگے۔ یہ ایک وحشیانہ عمل ہے لہٰذا بمباری کے بجائے امریکہ کو اپنی خارجہ سیاست اور فوجی سرگرمیوں کا محاسبہ کرنا چاہئے اور یہ دیکھنا چاہئے کہ جو اسلحہ آج طالبانی فوجیوں کے ہاتھوں میں دکھائی دیتا ہے وہ انہیں امریکہ نے ہی فراہم کیا ہے اور جب تک طالبان کے روپ میں یہ افغانی مسلمان ان اسلحوں کے ذریعہ اپنے مسلمان بھائیوں کا خون بہاتے رہے امریکہ کو دہشت گردی نہیں دکھائی پڑی اور کچھ ہی دنوں بعد پلک جھپکتے ہی یہ مسلمان دہشت گرد بن گئے۔ امریکہ کل یہ غلطی ایران عراق جنگ کے دوران بھی کر چکا ہے۔ سعودی اور کویتی پٹرو ڈالر کے بدلے میں امریکہ نے عراق میں خوفناک اسلحوں کا انبار لگا دیا تھا اور جب دونوں ملکوں کے درمیان جنگ بندی کا اعلان ہو گیا تو امریکہ نے ان اسلحوں کی نابودی کے بہانے عراق کے مختلف شہروں پر ایسی بمباری کی کہ پوری دنیائے بشریت لرزہ براندام ہو گئی اور اس بمباری کی وجہ سے ذہنی اور جسمانی طور پر معذور پیدا ہونے والے عراقی بچے امریکی حکام سے بار بار اپنی زبان بے زبانی میں یہ سوال کر رہے ہیں کہ ہمارا قصور کیا ہے؟ دلچسپ بات یہ ہے کہ عراق پر بمباری کا سارا خرچ کویت اور سعودی عرب سے وصول کیا گیا۔ ان حقائق کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اسلام امن و سلامتی اور صلح آمیز ہمزیستی کا مذہب ہے۔ اس کو دہشت گردی سے جوڑنا انتہائی ناعاقبت اندیشانہ قدم ہے کیونکہ عیسائیوں کے بعد دنیا میں مسلمانوں کی سب بڑی تعداد آباد ہے اور یہ تعداد جغرافیائی اعتبار سے کسی ایک گوشے میں نہیں بلکہ پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے اور عالمی سطح پر جنگ کی آگ کو بھڑکانا مناسب نہیں ہے۔ امریکہ کو اسلام دشمنی کی عینک ہٹا کر اصل مجرم کی تلاش کرنی چاہئے اور اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھنا چاہئے کیونکہ اتنا بڑا مجرمانہ عمل نامور ماہرین کی تکنیکی مدد کے بغیر انجام دینا ناممکن ہے اور کوئی آستین کا سانپ ہی یہ کام انجام دے سکتا ہے۔

افغانستان ہو یا عراق یا دنیا کا کوئی بھی دوسرا ملک بالکل اسی طرح اسلام ہو یا دیگر ادیان

ومذاہب الٰہی یاانسانی اصول وضوابط پر مبنی حکومتی نظام ہر جگہ یہ بنیادی قانون موجود ہے کہ ظالم کو ظالم اور مظلوم کو مظلوم کہا جائے۔ جس نے جرم کیا ہو اس کو اپنے دفاع کا حق دیا جائے اور جب محکم اسناد ومدارک کی روشنی میں جرم پوری طرح ثابت ہو جائے تو جرم کے تناسب سے مجرم کو سزا دی جائے۔ لیکن علمی ترقی کے موجودہ دور میں صورتحال بالکل مختلف نظر آرہی ہے۔ کویت پر حملہ کر کے جرم کا ارتکاب صدام نے کیا تھا اور سزا عراقی عوام بھگت رہے ہیں۔ جی نہیں تنہا عراقی عوام ہی نہیں بلکہ بیرونی ممالک کی فوجوں کی موجودگی سے علاقے میں واقع تمام ممالک کے لوگوں کا دم گھٹ رہا ہے وہ حق کو حق اور باطل کو باطل کہنے میں گھبراہٹ محسوس کر رہے ہیں اور دوسری طرف بن لاڈن کی جستجو کے بہانے افغانی مسلمانوں کی ریش تراشی اور وہاں کی مسلم خواتین کے ہاتھوں برقع سوزی کی نمائش کے ذریعہ اسلامی قدروں کو پامال کیا جارہا ہے۔ شاید اسلام دشمن طاقتوں کو اس حقیقت کا بخوبی اندازہ نہیں ہے کہ افغانستان ہو یا عراق یہ دونوں اسلامی ممالک ہیں اور ان ملکوں کے اسلامی کردار کو مجروح تو کیا جاسکتا ہے لیکن نابود نہیں کیا جاسکتا ہے اور انشاءاللہ تھوڑے ہی دنوں میں اسلامی تعلیمات کے مطالعہ سے یہ بات ثابت ہو جائے گی۔ کہ اسلام کا دہشت گردی سے کبھی کوئی سروکار نہیں رہا ہے۔ حقیقت کے مطالعہ سے یہ بات ثابت ہو جائے گی کہ مسلمان کے اسلام کی شناخت کی کوشش نہ کرنی چاہئے بلکہ اسلامی اصول وضوابط کے ذریعہ مسلمانوں کی شناخت کرنی چاہئے تاکہ حقیقت پوری طرح واضح ہو سکے۔ سردست اجباری آوارہ وطنی کی وجہ سے افغانی پناہ گزین دنیا کے ان شہروں اور علاقوں میں بھی پہونچ گئے ہیں جہاں پہلے کوئی مسلم خانوادہ آباد نہیں تھا۔ یہ افغانی عوام جن میں سن رسیدہ بزرگ بھی شامل ہیں۔ اپنے عبادتی امور مثلاً نماز، روزہ اور حسن اخلاق کے ذریعہ اسلام کی تبلیغ واشاعت کا وسیلہ بھی بن سکتے ہیں کیونکہ خداوند عالم نے قیامت تک اسلام کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے۔ اور خدا کی لایزال طاقت کے آگے کسی بڑی طاقت کا زور چلنے والا نہیں ہے۔

☆☆☆☆☆☆